اضافہ و تصحیح شدہ چہارم ایڈیشن: جمادی الثانیہ 1443ھ/فروری 2022

ماہِ رجب سے متعلق دینی تعلیمات سے آگاہی کے لیے مطالعہ کیجیے!

ماہِ رَجب

فضائل - اعمال - بدعات - غلط فہمیاں

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

[Website: DifaAhleSunnat.com]

پیش لفظ

تقریباً تین سال پہلے ماہِ رجب کے فضائل واحکام سے متعلق ایک رسالہ تحریر کیا تھا جو کہ الحمدللہ بہت مفید ثابت ہوا، پھر اس کے بعد تصحیح واضافہ کے ساتھ اس کے دو ایڈیشن عام کیے گئے۔ اب اس سال مزید اضافہ و تصحیح کے ساتھ اس کا چہارم ایڈیشن عام کیا جارہا ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اس رسالے میں بعض باتیں مکرر ملیں گی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ رسالہ متعدد تحریرات کا مجموعہ ہے جو کہ مختلف اوقات میں لکھی گئی ہیں، جن میں تکرار کا پایا جانا ایک ناگزیر امر ہے، لیکن یہ تکرار بھی فائدے سے خالی نہیں ان شاءاللہ۔

حضراتِ اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، تایا جان مرحوم، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
جمادی الثانیہ 1443ھ/ فروری 2022
03362579499

اجمالی فہرست

- ماہِ رَجب کے آغاز میں ایک مفید دُعا مع دعائے رجب کی اِسنادی اور لفظِ "رجب" کی نحوی تحقیق...4
- ماہِ رجب کی فضیلت اور عبادت.............................12
- ماہِ رجب کے روزوں کی حقیقت اور فضیلت.....................19
- ماہِ رجب اور چند بنیادی غلطیاں.............................30
- ماہِ رجب میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کا حکم...............34
- شَبِ معراج اور ستائیس رجب سے متعلق غلط فہمیاں...............41
- ستائیس رجب کی رات کو معراج سے متعلق جلسہ کرنے کا حکم..........51
- تحقیقِ حدیث: واقعہ معراج اور التحیّات کا پسِ منظر...............55
- تحقیقِ حدیث: ماہِ رجب میں مؤمن سے مصیبت دور کرنے کی فضیلت....56

ماہِ رَجب کے آغاز میں ایک مفید دُعا

مع دعائے رجب کی اِسنادی اور لفظِ ”رجب“ کی نحوی تحقیق

فہرست:

- رجب کا مہینہ شروع ہونے پر ایک بہترین دُعا۔
- ماہِ رجب کی دعا کے فوائد اور استقبالِ رمضان۔
- ماہِ رجب کی دعا سے متعلق تنبیہ۔
- ماہِ رجب کی پہلی رات دعا کی قبولیت۔
- علمی نکتہ: لفظِ ”رجب“ منصرف ہے یا غیر منصرف؟

رجب کا مہینہ شروع ہونے پر ایک بہترین دُعا:

ماہِ رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے، یہ بہت ہی عظمت والا مبارک مہینہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور اقدس ﷺ یہ دُعا مانگتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.

ترجمہ:

اے اللہ! ہمارے لیے ماہِ رجب اور شعبان میں برکت عطا فرمائیے اور ہمیں رمضان تک پہنچائیے۔

- كتاب الدعاء للطبراني:

٩١١- حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْقَاضِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ أَبِي الرُّقَادِ عَنْ زِيَادٍ النُّمَيْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ».

- المعجم الأوسط:

٣٩٣٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الرَّازِيُّ قَالَ: أخبرنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عُمَرَ الْجِنِّيُّ قَالَ: أخبرنا زَائِدَةُ بْنُ أَبِي الرُّقَادِ قَالَ: أخبرنا زِيَادٌ النُّمَيْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ».

لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ زَائِدَةُ بْنُ أَبِي الرُّقَادِ.

- مسند الإمام أحمد:

٢٣٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ أَبِي الرُّقَادِ، عَنْ زِيَادٍ النُّمَيْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: «اللهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي رَمَضَانَ». وَكَانَ يَقُولُ: «لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ غَرَّاءُ، وَيَوْمُهَا أَزْهَرُ».

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہمارے لیے ماہِ رجب میں برکتیں عطا فرمائیے، ہمیں ان مہینوں میں عبادات اور طاعات کی توفیق عطا فرمائیے اور ہمیں ماہِ رمضان اور اس کی عبادات نصیب فرمائیے۔

ماہِ رجب کی دعا کے فوائد اور استقبالِ رمضان:

ماہِ رجب کے آغاز میں مذکورہ دعا مانگنے کے متعدد فوائد ہیں:

1۔ایک فائدہ یہ کہ اس دعا کی برکت سے ماہِ رجب، ماہِ شعبان اور ماہِ رمضان میں عبادات اور ان کی قدر دانی کی توفیق ہو جاتی ہے۔

2۔دوسرا فائدہ یہ کہ ماہِ رمضان کی تیاری کی فکر نصیب ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے ماہِ رجب اور ماہِ شعبان میں عبادات کا اہتمام کرنے سے ماہِ رمضان کی عبادات دشوار نہیں رہتیں، بلکہ پہلے ہی سے ان کی عادت ہو جاتی ہے۔

3۔تیسرا فائدہ یہ کہ ماہِ رمضان کی قدر دانی دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

4۔چوتھا فائدہ یہ کہ اس سے ماہِ رمضان کی طرف شوق وذوق ظاہر ہوتا ہے۔

ماہِ رجب کی دعا سے متعلق تنبیہ

حضرات اہلِ علم بخوبی واقف ہیں کہ ماہِ رجب کی مذکورہ دعا پر مشتمل روایت پر حضرات اہلِ علم کی جانب سے کلام ہوا ہے کہ بعض اہلِ علم اس کو شدید ضعف کی وجہ سے ناقابلِ اعتبار قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی طرف اس دعا کی نسبت درست نہیں، اور ساتھ میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ چوں کہ یہ ایک دعا ہے اور اس میں کوئی بات قابلِ اعتراض نہیں اس لیے اگر کوئی اس کو سنت یا مستحب سمجھے بغیر یہ دعا مانگ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جبکہ بعض اہلِ علم اس روایت کے ضعف کے باوجود فضائل میں اس پر عمل کرنے کی گنجائش دیتے ہیں۔ بندہ نے استاد محترم فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی محمود اشرف صاحب دام ظلہم سے اس حوالے سے سوال کیا تو حضرت والا دام ظلہم نے جواب میں فرمایا کہ:

"روایت ضعیف ہے، مگر دعا عبادت کا مغز اور مؤمن کا ہتھیار ہے، مختلف اوقات، مختلف حالات اور بدلتی ہوئی ہر حالت کے بارے میں مسنون دعائیں کثرت سے منقول اور ماثور ہیں، اس

[Website: DifaAhleSunnat.com]

لیے اس روایت پر عمل شریعت کے خلاف نہیں۔" پھر فرمایا کہ: "ضعیف روایت پر عمل کرنے کی جو شرائط ذکر کی گئی ہیں بظاہر وہ موجود ہیں۔"

- جامعہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"مذکورہ روایت معنی اور مفہوم کے لحاظ سے درست ہے، اور اکابرین کا اس پر عمل بھی ہے، لہٰذا اسے پڑھ لینا چاہیے، البتہ اس کی حدیث کی سند میں محدثین کو کلام ہے۔ فقط واللہ اعلم"

(فتویٰ نمبر: 144007200140، تاریخِ اجرا: 17 مارچ 2019)

دعائے رجب پر مشتمل روایات کے معتبر ہونے اور نہ ہونے سے متعلق تفصیلی کلام کتب میں موجود ہے، اس کی طرف مراجعت کرلی جائے۔ البتہ ماقبل کی تفصیل کا حاصل یہ سامنے آتا ہے کہ ماہِ رجب کے آغاز میں یہ دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ دعا کے الفاظ اور ماہِ رجب کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ایک مفید اور اہم دعا ہے، البتہ جن حضرات کے نزدیک یہ روایات معتبر نہیں اُن کی رائے کے مطابق اس دعا کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف نہ کی جائے۔ ذیل میں چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

1۔ مجمع الزوائد میں ہے:

٤٧٧٤- عَنْ أَنَسٍ: قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ».

رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي «الْأَوْسَطِ»، وَفِيهِ زَائِدَةُ بْنُ أَبِي الرُّقَادِ، وَفِيهِ كَلَامٌ، وَقَدْ وُثِّقَ.

2۔ علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ "تذکرۃ الموضوعات" میں فرماتے ہیں کہ:

نعم روي بإسناد ضعيف: أنه ﷺ كان إذا دخل رجب قال: «اللّٰهُمَّ بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان». ويجوز العمل في الفضائل بالضعيف.

(بَابُ الْفَاضِلَةِ مِنَ الأَوْقَاتِ وَالأَيَّامِ وَالْجُمُعَة وعاشوراء .....)

3۔ فیض القدیر میں ہے:

(تنبيه): قال في «كتاب الصراط المستقيم»: لم يثبت عن النبي ﷺ في فضل رجب، إلا خبر:

كان إذا دخل رجب قال: «اللّٰهُمَّ بارك لنا في رجب»، ولم يثبت غيره، بل عامة الأحاديث المأثورة فيه عن النبي ﷺ كذب، وقال النووي: لم يثبت في صوم رجب ندب ولا نهي بعينه، ولكن أصل الصوم مندوب. (حرف الراء)

ماہِ رجب کی پہلی رات دعا کی قبولیت:

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: ”ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، یعنی: جمعہ کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات اور پندرہ شعبان کی رات۔“ آگے فرماتے ہیں کہ: ”میں اس کو مستحب قرار دیتا ہوں۔“

- الأم للإمام الشافعي رحمه الله:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَبَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ: إنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِي خَمْسِ لَيَالٍ: فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْأَضْحَى، وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ..... قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَأَنَا أَسْتَحِبُّ كُلَّ مَا حُكِيَتْ فِي هَذِهِ اللَّيَالِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ فَرْضًا. (الْعِبَادَةُ لَيْلَةُ الْعِيدَيْنِ)

- السنن الكبرى للبيهقي رحمه الله:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَبَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِي خَمْسِ لَيَالٍ: فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْأَضْحَى، وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبَ، وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.
(الْتِمَاسُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے، ملاحظہ فرمائیں:

- مصنّف عبد الرزاق:

٧٩٢٧- قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ الْبَيْلَمَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَمْسُ لَيَالٍ لَا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءَ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتِي الْعِيدَيْنِ.

[Website: DifaAhleSunnat.com]

- فضائل الأوقات للبيهقي رحمه الله:

١٤٩- أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ إِجَازَةً أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الصَّنْعَانِيَّ أَخْبَرَهُمْ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ السَّلْمَانِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَا الْعِيدِ.

اس بات کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے قبول کیا ہے، اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رجب کا پورا مہینہ ہی عبادات کے لیے بہترین اور مبارک ہے کیوں کہ یہ حرمت اور عظمت والے چار مہینوں میں سے ہے، اس لیے عبادات کا اہتمام پہلی رات ہی سے کرلینا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے ماہِ رجب کی پہلی رات دعا و عبادات کا اہتمام کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مفید اور بہتر ہے۔

- جامعہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ:

”رجب کی پہلی رات کی فضیلت سے متعلق ایک روایت نقل کی جاتی ہے کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں ہوتی، ان میں سے ایک رجب کی پہلی رات بھی ہے، یہ روایت بعض ایسے طرق سے منقول ہے جو قابلِ اعتماد نہیں، البتہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً یہ روایت ثابت ہے، گو اس کی سند میں بھی مجہول راوی ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے قبول کیا ہے۔“

(فتویٰ نمبر: 144007200018، تاریخِ اجر: 9 مارچ 2019)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

علمی نکتہ: لفظِ ’’رجب‘‘ منصرف ہے یا غیر منصرف؟

یہاں اہلِ علم کے لیے یہ علمی بحث بھی مفید ہے کہ لفظِ ’’رجب‘‘ منصرف ہے یا غیر منصرف، کیوں کہ ہر ایک کا اعراب مختلف ہے، اسی تناظر میں مذکورہ بالا دعا پڑھتے وقت ’’رجب‘‘ پر فتحہ پڑھیں گے یا دو زیر کی تنوین، اس لیے کہ غیر منصرف ہونے کی صورت میں اس پر حالتِ جرّ میں فتحہ آئے گا، جبکہ منصرف ہونے کی صورت میں اس کے نیچے دو زیر کی تنوین آئے گی۔ اس حوالے سے حضراتِ اہلِ علم کی دو آرا ہیں:

1۔ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ اگر ’’رجب‘‘ سے مراد مخصوص مہینہ ہے تو یہ غیر منصرف ہوگا، اس قول کے مطابق چوں کہ ماہِ رجب کی دعا مانگتے وقت مخصوص مہینہ ہی مراد ہوتا ہے اس لیے دعا میں رجب پر فتحہ آئے گا، لیکن اگر اس سے عام مہینہ مراد ہو تو پھر یہ منصرف ہوگا۔ واضح رہے کہ رجب کن اسبابِ منع صرف کی وجہ سے غیر منصرف ہے تو اس حوالے سے بھی اہلِ علم کی متعدد آرا ہیں: بعض کے نزدیک علمیت اور عدل ہیں، اور عدل بھی اس طور پر کہ یہ ’’الرجب‘‘ سے معدول ہے، جبکہ بعض کے نزدیک اس میں علمیت اور تانیث ہیں۔

2۔ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ ’’رجب‘‘ منصرف ہے کیوں کہ اس میں اسبابِ منع صرف میں سے دو اسباب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو، نہیں پائے جاتے، ’’رجب‘‘ میں علمیت تو ہے لیکن دوسرا سبب کوئی نہیں پایا جاتا، اس لیے یہ منصرف ہے۔ بندہ کے نزدیک بھی یہی رائے راجح ہے۔

- حاشية الصبان على شرح الأشمونى لألفية ابن مالك:

قوله: (رجب) هو كـ«صفر» إن أريد به معين فغير منصرف؛ للعلمية والعدل عن المحلى بـ«أل»، وإلا فمنصرف، نقله الدنوشري عن السعد وغيره، ونقل شيخنا عن «شرح المواهب» لشيخه الزرقاني أن رجب من أسماء الشهور مصروف وإن أريد به معين كما في «المصباح». (التوكيد)

- حاشية الخضري على ابن عقيل:

وصريح ذلك أن العلم الحقيقي لا يصح عدله عن ذي أل؛ لما ذكر فاحفظه ينفعك في مواطن

كثيرة، فما نقل عن السعد وغيره من أن رجب وصفر من الشهور إذا أريد بهما معين يمنع صرفهما؛ للعلمية، والعدل عن الرجب والصفر بـ«أل» ينبغى حمله على العلمية الحكمية وهي المعبر عنها هنا بشبه العلمية؛ لما سمعت، ولأن العلم الحقيقي لا يحتاج لاشتراط التعيين، والملجىء لاشتراطه سماعهما بالصرف وعدمه هذا، ويحتمل أن منعهما للعلمية الجنسية على الأيام المخصوصة والتأنيث المعنوي باعتبار تأويلهما بالمدة، وصرفهما على اعتبار الوقت، سواء أريد بهما معين أم لا فتأمل. وفي «المصباح»: أن رجب الشهر مصروف وإن أريد به معين، وأما باقي الشهور فجمادى ممنوع؛ لألف التأنيث، وشعبان ورمضان؛ للعلمية والزيادة، والباقي مصروف، والله أعلم. (ما لا ينصرف)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ماہِ رجب کی فضیلت اور عبادت

فہرست:

- رجب حُرمت اور عظمت والا مہینہ ہے۔
- ”اَشْهُرُ الْحُرُم“ یعنی حرمت اور عظمت والے چار مہینے۔
- ”اَشْهُرُ الْحُرُم“ کی فضیلت کا نتیجہ اور اس کا تقاضا۔
- ماہِ رجب المُرَجَّب کی فضیلت کا تقاضا۔
- ماہِ رجب کے شب و روز کی عبادات۔
- ماہِ رجب سے متعلق کوئی مخصوص عبادات ثابت نہیں۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

رجب حُرمت اور عظمت والا مہینہ ہے:

رجب قمری یعنی اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے، یہ اُن چار بابرکت مہینوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بناتے وقت ہی سے بڑی عزت، عظمت، احترام، فضیلت اور اہمیت عطا فرمائی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

’’اَشْھُرُ الْحُرُم‘‘ یعنی حرمت اور عظمت والے چار مہینے:

اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں کو عظمت اور حرمت عطا فرمائی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں فرماتے ہیں:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ.... (٣٦)

ترجمہ: ’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا (تقاضا) ہے، لہٰذا ان مہینوں کے معاملے میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔‘‘ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی سال کے بارہ مہینے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمائے ہیں، جس سے اسلامی سال اور اس کے مہینوں کی قدر و قیمت اور اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ اسی طرح اس سے معلوم ہوا کہ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت، عظمت اور احترام والے ہیں، ان کو ’’**اَشْھُرُ الْحُرُم**‘‘ کہا جاتا ہے، یہ مضمون متعدد احادیث میں آیا ہے جس سے ان چار مہینوں کی تعیین بھی واضح ہو جاتی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ: ’’زمانہ اب اپنی اُسی ہیئت اور شکل میں واپس آگیا ہے جو اُس وقت تھی جب اللہ نے آسمان اور زمین کو

[Website: DifaAhleSunnat.com]

پیدا فرمایا تھا (اس ارشاد سے مشرکین کے ایک غلط نظریے اور طرزِ عمل کی تردید مقصود ہے جس کا ذکر اسی سورتِ توبہ آیت نمبر 37 میں موجود ہے۔)، سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حُرمت (، عظمت اور احترام) والے ہیں، تین تو مسلسل ہیں یعنی: ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ اور مُحرم، اور چوتھا مہینہ رجب کا ہے جو کہ جُمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔"

٣١٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا: أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ».

"اَشْهُرُ الْحُرُم" کی فضیلت کا نتیجہ اور اس کا تقاضا:

ان چار مہینوں (یعنی ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ، مُحرم اور رجب) کی عزت وعظمت اور احترام کی بدولت ان میں ادا کی جانے والی عبادات کے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ گناہوں کے وبال اور عذاب میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان مہینوں میں عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے کا بخوبی اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرات اہلِ علم فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار مہینوں میں عبادت کا اہتمام کرتا ہے اس کو سال کے باقی مہینوں میں بھی عبادات کی توفیق ہو جاتی ہے، اور جو شخص ان مہینوں میں گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تو سال کے باقی مہینوں میں بھی اسے گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوتی ہے۔

(احکام القرآن للجصاص سورۃ التوبہ آیت: 36، معارف القرآن سورۃ التوبہ آیت: 36)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر "معارف القرآن" سے اس آیت کی تفسیر نقل کی جاتی ہے، مفتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے، اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہے۔"

[Website: DifaAhleSunnat.com]

مفتی صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

''پہلی آیت میں ارشاد ہے: ''إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا'' اس میں لفظِ عِدَّةَ تعداد کے معنی میں ہے، اور ''شهور'' شَہر کی جمع ہے، ''شہر'' کے معنی مہینہ ہے، معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ متعین ہے، اس میں کسی کو کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں۔

اس کے بعد ''فِي كِتَابِ اللَّهِ'' کا لفظ بڑھا کر بتلا دیا کہ یہ بات ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی تھی، پھر ''يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ'' فرما کر اشارہ کر دیا کہ قضائے خداوندی اس معاملہ میں اگرچہ ازل میں جاری ہو چکی تھی، لیکن یہ مہینوں کی ترتیب اور تعیین اس وقت عمل میں آئی جب آسمان و زمین پیدا کیے گئے۔

پھر ارشاد فرمایا: ''مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ''، یعنی ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، ان کو حرمت والا دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا: ایک تو اس لیے کہ ان میں قتل و قتال حرام ہے، دوسرے اس لیے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں، ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے، ان میں سے پہلا حکم تو شریعتِ اسلام میں منسوخ ہو گیا، مگر دوسرا حکم احترام و ادب اور ان میں عبادت گذاری کا اہتمام اسلام میں بھی باقی ہے۔

حجۃ الوداع کے خطبہ یوم النحر میں رسول کریم ﷺ نے ان مہینوں کی تشریح یہ فرمائی کہ تین مہینے مسلسل ہیں: ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک مہینہ رجب کا ہے۔ مگر ماہِ رجب کے معاملہ میں عرب کے دو قول مشہور تھے، بعض قبائل اس مہینہ کو رجب کہتے تھے جس کو ہم رمضان کہتے ہیں، اور قبیلہ مضر کے نزدیک رجب وہ مہینہ تھا جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو رجبِ مضر فرما کر یہ وضاحت بھی فرما دی کہ جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے وہ ماہِ رجب مراد ہے۔

''ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ'': یہ ہے دینِ مستقیم، یعنی مہینوں کی تعیین اور ترتیب اور ان میں ہر مہینہ خصوصًا اشہر حرم کے متعلق جو احکام ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے حکمِ ازلی کے مطابق رکھنا ہی دینِ مستقیم ہے، اس میں اپنی طرف سے کمی بیشی اور تغیر و تبدل کرنا کج فہمی اور کج طبعی کی علامت ہے۔

"فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ": یعنی ان مقدس مہینوں میں تم اپنا نقصان نہ کر بیٹھنا کہ ان کے معینہ احکام واحترام کی خلاف ورزی کر ویا ان میں عبادت گذاری میں کوتاہی کرو۔

امام جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں فرمایا کہ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان متبرک مہینوں کا خاصہ یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کر کے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور برے کاموں سے بچالے تو باقی سال کے مہینوں میں اس کو ان برائیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے، اس لیے ان مہینوں سے فائدہ نہ اٹھانا ایک عظیم نقصان ہے۔" (معارف القرآن: 370/4 تا 372)

"احکام القرآن للجصاص" کی ایمان افروز عبارت ملاحظہ فرمائیں جو کہ سورۃ التوبہ آیت: 36 کی تفسیر میں مذکور ہے:

وَإِنَّمَا سَمَّاهَا حُرُمًا؛ لِمَعْنَيَيْنِ: أَحَدُهُمَا: تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهَا وَقَدْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ أَيْضًا يَعْتَقِدُونَ تحريم القتال فيها، وقال الله تعالى: «يسئلونك عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فيه كبير»، وَالثَّانِي: تَعْظِيمُ انْتِهَاكِ الْمَحَارِمِ فِيهَا بِأَشَدَّ مِنْ تَعْظِيمِهِ فِي غَيْرِهَا وَتَعْظِيمِ الطَّاعَاتِ فِيهَا أَيْضًا، وَإِنَّمَا فَعَلَ اللهُ تَعَالَى ذَلِكَ؛ لِمَا فِيهِ مِنْ الْمَصْلَحَةِ فِي تَرْكِ الظُّلْمِ فِيهَا لِعِظَمِ مَنْزِلَتِهَا فِي حُكْمِ اللهِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى الطَّاعَاتِ من الاعتمار وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهَا كَمَا فَرَضَ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ فِي يَوْمٍ بِعَيْنِهِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ فِي وَقْتٍ مُعَيَّنٍ وَجَعَلَ بَعْضَ الْأَمَاكِنِ فِي حُكْمِ الطَّاعَاتِ، وَمُوَاقَعَةُ الْمَحْظُورَاتِ أَعْظَمُ مِنْ حُرْمَةِ غَيْرِهِ نَحْوَ بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَيَكُونُ تَرْكُ الظُّلْمِ وَالْقَبَائِحِ فِي هَذِهِ الشُّهُورِ وَالْمَوَاضِعِ دَاعِيًا إلى تركها في غيره، ويصير فِعْلِ الطَّاعَاتِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَيْهَا فِي هَذِهِ الشُّهُورِ وَهَذِهِ الْمَوَاضِعِ الشَّرِيفَةِ دَاعِيًا إِلَى فِعْلِ أَمْثَالِهَا فِي غَيْرِهَا لِلْمُرُورِ وَالِاعْتِيَادِ وَمَا يَصْحَبُ اللهُ الْعَبْدَ مِنْ تَوْفِيقِهِ عِنْدَ إِقْبَالِهِ إِلَى طَاعَتِهِ وَمَا يَلْحَقُ الْعَبْدَ مِنَ الْخِذْلَانِ عِنْدَ إِكْبَابِهِ عَلَى الْمَعَاصِي وَاشْتِهَارِهِ وَأُنْسِهِ بِهَا، فَكَانَ فِي تَعْظِيمِ بَعْضِ الشُّهُورِ وَبَعْضِ الْأَمَاكِنِ أَعْظَمُ الْمَصَالِحِ فِي الِاسْتِدْعَاءِ إِلَى الطَّاعَاتِ وَتَرْكِ الْقَبَائِحِ، وَلِأَنَّ الْأَشْيَاءَ تَجُرُّ إِلَى أَشْكَالِهَا وَتُبَاعِدُ مِنْ أَضْدَادِهَا فَالِاسْتِكْثَارُ مِنَ الطَّاعَةِ يَدْعُو إِلَى أَمْثَالِهَا وَالِاسْتِكْثَارُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ يَدْعُو إِلَى أَمْثَالِهَا.

ماہِ رجب المُرجَّب کی فضیلت کا تقاضا:

ان چار حرمت اور عظمت والے مہینوں میں سے چوں کہ رجب کا مہینہ بھی ہے، اس لیے اس کی عزت واحترام کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس مہینے میں عبادات کی طرف بھرپور توجہ دی جائے اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

ماہِ رجب کے شب وروز کی عبادات:

رجب کے مہینہ کی فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں عبادات کا اہتمام کیا جائے، یہ عبادات دن کو بھی ادا کی جاسکتی ہیں اور رات کو بھی، اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں، بلکہ ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق پورے مہینے کے شب وروز میں جس قدر نوافل، ذکر وتلاوت اور دعاؤں وغیرہ کا اہتمام کرسکتا ہے، یہ فضیلت کی بات ہے۔ اسی طرح جن کو رات کے وقت عبادات کا موقع میسر آتا ہے تو وہ جتنی راتیں یا راتوں کا جس قدر حصہ عبادات میں بسر کرسکتا ہے تو یہ بھی سعادت کی بات ہے، البتہ راتوں کو عبادات کا یہ اہتمام مساجد کی بجائے اپنے گھروں میں ہونا چاہیے اور یہی افضل ہے، اس لیے مساجد میں جمع ہوکر راتیں بسر کرنا، اس کو فضیلت دینا یا اس کا اہتمام کرنا شریعت کے مزاج کے موافق نہیں، بلکہ متعدد خرابیوں کا سبب ہے۔

ماہِ رجب سے متعلق کوئی مخصوص عبادات ثابت نہیں:

یہ بات بلاشبہ درست ہے کہ اس مہینے میں عبادات کے اہتمام اور نیکیوں کے ذوق وشوق میں اضافہ ہونا چاہیے، البتہ یہ یاد رہے کہ اس مبارک مہینے کی کسی تاریخ، دن یا رات میں شریعت نے کوئی خاص عبادت مقرر نہیں فرمائی اور نہ ہی خصوصیت کے ساتھ کسی اضافی عبادت کو کسی موقع پر سنت یا لازم قرار دیا ہے، بلکہ موقع محل کے اعتبار سے شب وروز میں نوافل، روزے، ذکر وتلاوت، دعائیں، صدقات اور اس طرح کی دیگر جتنی بھی نیکیاں اور عبادات ہیں وہ ادا کی جاسکتی ہیں۔ اس لیے اس مہینے میں اپنی طرف سے کوئی عبادت ایجاد کرنا، اسے سنت یا لازم قرار دینا اور اس کا خصوصی اہتمام کرنا شریعت کے خلاف اور بدعت ہے۔

اس سے ان حضرات کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جو ماہِ رجب کی کسی تاریخ یا دن رات سے متعلق خاص نمازیں، روزے یا دیگر عبادات مقرر کر لیتے ہیں اور ان کے بے بنیاد فضائل بیان کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ باتیں دین کی واضح خلاف ورزی اور بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسے آجکل بعض لوگوں نے ستائیس رجب کے حوالے سے اپنی طرف سے ایک نماز ایجاد کر رکھی ہے کہ دو یا چار رکعات اس طرح ادا کی جائیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد فلاں سورت اتنی بار پڑھی جائے، دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی بار پڑھی جائے تو واضح رہے کہ یہ بھی قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔ اس لیے اپنی طرف سے کسی رات یا دن سے متعلق فضائل بیان کرنا یا عبادات خاص کرنا شریعت کے خلاف اور بہت بڑا جرم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ)

اس کی مزید تفصیل آگے بیان ہو گی ان شاء اللہ۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ماہِ رجب کے روزوں کی حقیقت اور فضیلت

فہرست:

- ماہِ رجب کے روزوں کی حقیقت اور فضیلت۔
- ماہِ رجب حرمت والا مہینہ ہے۔
- ماہِ رجب المُرجَّب کی فضیلت کا تقاضا۔
- ’’اَشْھُرُ الْحُرُم‘‘ میں روزے رکھنے کی ترغیب۔
- بعض صحابہ کرام وتابعین عظام سے ’’اَشْھُرُ الْحُرُم‘‘ میں روزے رکھنے کا ثبوت۔
- ماہِ رجب میں روزے رکھنے سے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول۔
- ماہِ رجب کی کسی مخصوص تاریخ کے روزے کی فضیلت ثابت نہیں۔
- ماہِ رجب کے روزوں سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ۔
- ستائیس رجب کے روزے کی حقیقت۔

ماہِ رجب کے روزوں کی حقیقت اور فضیلت:

ماہِ رجب بہت ہی مبارک مہینہ ہے، اس میں دیگر عبادات کی طرح روزے رکھنے کی بھی بڑی فضیلت اور اہمیت ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

ماہِ رجب حرمت والا مہینہ ہے:

ماہِ رجب اُن چار بابرکت مہینوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بناتے وقت ہی سے بڑی عزت، عظمت، احترام، فضیلت اور اہمیت عطا فرمائی ہے، وہ چار مہینے یہ ہیں: ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ، مُحرم اور رجب)، ان کو ’’اَشْھُرُ الْحُرُم‘‘ کہا جاتا ہے۔ ان کی مکمل تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے کہ ان چار مہینوں کی عزت وعظمت اور احترام کی بدولت ان میں ادا کی جانے والی عبادات کے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ گناہوں کے وبال اور عذاب میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان مہینوں میں عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے کا بخوبی اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرات اہلِ علم فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار مہینوں میں عبادت کا اہتمام کرتا ہے اس کو سال کے باقی مہینوں میں بھی عبادات کی توفیق ہو جاتی ہے، اور جو شخص ان مہینوں میں گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تو سال کے باقی مہینوں میں بھی اسے گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوتی ہے۔
(احکام القرآن للجصاص سورۃ التوبہ آیت: 36، معارف القرآن سورۃ التوبہ آیت: 36)

ماہِ رجب المُرجَّب کی فضیلت کا تقاضا:

ان چار حرمت اور عظمت والے مہینوں میں سے چوں کہ رجب کا مہینہ بھی ہے، اس لیے اس کی عزت واحترام کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس مہینے میں عبادات کی طرف بھرپور توجہ دی جائے اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

ماہِ رجب میں عبادات کے اہتمام کی ترغیب سے اس ماہ میں روزے رکھنے کی بھی فضیلت معلوم ہو جاتی ہے کیوں کہ یہ بھی عمومی عبادات میں سے ہے۔

”اَشْھُرُ الْحُرُم“ میں روزے رکھنے کی ترغیب:

حضور اقدس ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ: ”ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور ہر مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھا کرو۔“ ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لیے روزوں میں مزید اضافہ فرمایئے کیوں کہ مجھ میں روزے رکھنے کی طاقت ہے، تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”ہر مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کرو۔“ ان صحابی نے پھر عرض کیا کہ میرے لیے روزوں میں مزید اضافہ فرمایئے، تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو۔“ ان صحابی نے پھر عرض کیا کہ میرے لیے روزوں میں مزید اضافہ فرمایئے، تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”اَشْھُرُ الْحُرُم“ میں روزہ رکھ لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔“ یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی، اور آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا، ان کو ساتھ ملایا پھر چھوڑ دیا۔ (یعنی کہ ان مہینوں میں تین دن روزے رکھو پھر تین دن ناغہ کرو اور اسی طرح کرتے رہو۔)

- سنن أبي داود:

٢٤٣٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِى السَّلِيلِ عَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ أَبِيهَا أَوْ عَمِّهَا أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالَتُهُ وَهَيْئَتُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: «وَمَنْ أَنْتَ؟» قَالَ: أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِى جِئْتُكَ عَامَ الأَوَّلِ. قَالَ: «فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ؟» قَالَ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا إِلَّا بِلَيْلٍ مُنْذُ فَارَقْتُكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِمَ عَذَّبْتَ نَفْسَكَ؟» ثُمَّ قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ». قَالَ: زِدْنِي؛ فَإِنَّ بِى قُوَّةً. قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ». قَالَ: زِدْنِي. قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ». قَالَ: زِدْنِي. قَالَ: «صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ». وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثَةِ فَضَمَّهَا ثُمَّ أَرْسَلَهَا.

- بذل المجهود:

فالحاصل على هذا التأويل أنه ﷺ أمره أن يصوم شهر رمضان، ثم يصوم ثلاثة أيام من سبعة

[Website: DifaAhleSunnat.com]

أشهر؛ لأنه خرج رمضان، وخرجت الأشهر الحرم الأربعة، فبقيت سبعة أشهر، يصوم ثلاثة أيام في كل شهر من السبعة، ثم أمره أن يصوم من الأشهر الحرم في كل شهر منها ثلاثة أيام، ثم يترك ثلاثة أيام منها ويفطر، ثم يصوم كذلك إلى آخر الأشهر الأربعة، فيكون صائمًا نصف شهر من الأشهر الحرم، ومفطرًا في النصف، فصار صيام التطوع له على هذا أحدًا وثمانين يومًا. ويحتمل أن يقال: إنه ﷺ أمره أن يصوم ثلاثة أيام من الأشهر الحرم الأربعة، ويترك ثلاثة أيام بدلًا من صوم ثلاثة أيام من كل شهر، فحينئذ يكون صيامه تطوعًا ستين يومًا. (بَابٌ فِي صَوْمِ أَشْهُرِ الْحُرُمِ)

- تبيين العجب بما ورد في شهر رجب للحافظ ابن حجر العسقلاني:

ففي هذا الخبر -وإن كان في إسناده من لا يعرف- ما يدل على استحباب صيام بعض رجب؛ لأنه أحد الأشهر الحرم. (الحديث الثاني)

- شرح مسلم للنووي:

الظَّاهِر أَنَّ مُرَاد سَعِيد بْن جُبَيْر بِهَذَا الِاسْتِدْلَال أَنَّهُ لَا نَهْي عَنْهُ، وَلَا نَدْب فِيهِ لِعَيْنِهِ، بَلْ لَهُ حُكْم بَاقِي الشُّهُور، وَلَمْ يَثْبُت فِي صَوْم رَجَب نَهْيٌ وَلَا نَدْبٌ لِعَيْنِهِ، وَلَكِنَّ أَصْلَ الصَّوْمِ مَنْدُوبٌ إِلَيْهِ، وَفِي سُنَن أَبِي دَاوُدَ أَنَّ رَسُول اللهِ ﷺ نَدَبَ إِلَى الصَّوْم مِن الْأَشْهُر الْحُرُم، وَرَجَب أَحَدهَا، وَاللهُ أَعْلَمُ. (بَاب صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَيْر رَمَضَان وَاسْتِحْبَاب أَنْ لَا يُخْلِي شَهْرًا عَنْ صَوْم)

بعض صحابہ کرام وتابعین عظام سے "اَشْهُرُ الْحُرُم" میں روزے رکھنے کا ثبوت:

1۔ حضرت سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما "اَشْهُرُ الْحُرُم" میں روزے رکھا کرتے تھے۔

- مصنف عبد الرزاق میں ہے:

٧٨٥٦- عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن سالم: أن ابن عمر كان يصوم أشهر الحرم.

[Website: DifaAhleSunnat.com]

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٩٣١٦- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ وَسَلِيطٍ أَخِيهِ قَالَا: كَانَ ابْنُ عُمَرَ بِمَكَّةَ يَصُومُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ.

2۔ حضرت یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ "**اَشْهُرُ الْحُرُم**" میں روزے رکھا کرتے تھے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٩٣١٥- حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَصُومُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ.

چوں کہ "اَشْهُرُ الْحُرُم" میں ماہِ رجب بھی داخل ہے اس لیے ان روایات سے ماہِ رجب میں بھی روزے رکھنے کی ترغیب معلوم ہو جاتی ہے۔

ماہِ رجب میں روزے رکھنے سے متعلق حضور اقدس ﷺ کا معمول:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ (ماہِ رجب میں) روزے رکھا کرتے تھے حتی کہ ہم سمجھتے کہ حضور اقدس ﷺ ناغہ نہیں فرمائیں گے، اور (ماہِ رجب میں) روزے نہ رکھتے حتی کہ ہم سمجھتے کہ حضور اقدس ﷺ روزے نہیں رکھیں گے۔

- صحیح مسلم میں ہے:

٢٧٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ -وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِي رَجَبٍ- فَقَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ.

[Website: DifaAhleSunnat.com]

حاصلِ کلام:

ماقبل کی تفصیل سے درج ذیل باتیں معلوم ہو جاتی ہیں:

1۔ماہِ رجب چوں کہ ”اَشْھُرُ الْحُرُم“ یعنی حرمت والے مہینوں میں سے ہے اس لیے اس میں دیگر عبادات کی طرح روزے رکھنے کی بھی فضیلت ہے۔

2۔ماہِ رجب ”اَشْھُرُ الْحُرُم“ میں سے ہے اور ”اَشْھُرُ الْحُرُم“ میں روزے رکھنے کی ترغیب حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

3۔”اَشْھُرُ الْحُرُم“ میں روزے رکھنے کا ثبوت بعض صحابہ کرام اور بعض تابعین عظام سے بھی ہے۔

4۔ماہِ رجب میں روزے رکھنے کا ثبوت حضور اقدس ﷺ سے بھی ہے۔

معلوم ہوا کہ ماہِ رجب میں روزے رکھنا ممنوع یا مکروہ نہیں، بلکہ روایات سے ثابت ہونے اور حرمت والا مہینہ ہونے کی وجہ سے مستحب ہے، اس لیے رجب کے پورے مہینے میں کسی بھی دن روزہ رکھا جا سکتا ہے، عمومی طور پر ہر دن کے روزے کی فضیلت ہے، چنانچہ ہر شخص اپنی وسعت وطاقت کے مطابق پورے مہینے میں جتنے بھی چاہے روزے رکھ سکتا ہے۔ ساتھ میں یہ بات بھی واضح رہے کہ رجب میں روزے رکھنا زیادہ سے زیادہ مستحب عمل ہے، اس لیے اس کو ضروری سمجھنا اور اس معاملے میں حدود سے تجاوز کرنا ناجائز ہے۔

ماہِ رجب کی کسی مخصوص تاریخ کے روزے کی فضیلت ثابت نہیں:

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ روزے رکھنے کے لیے رجب کا پورا مہینہ ہی فضیلت والا ہے، البتہ اس مہینے میں روزہ رکھنے کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں، اور نہ ہی معتبر احادیث سے ماہِ رجب کے کسی خاص دن کے روزے کی فضیلت ثابت ہے۔

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”تبيين العجب بما ورد فی شهر رجب“ کے نام سے ایک بہترین کتاب تحریر فرمائی ہے جس میں انھوں نے ماہِ رجب سے متعلق لوگوں میں رائج منگھڑت، بے بنیاد

اور غیر معتبر روایات اور فضائل کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور مروّجہ روایات کی تفصیلی تحقیق فرمائی ہے، جس میں انھوں نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ ماہِ رجب کے کسی بھی دن کے روزے سے متعلق مخصوص فضائل ثابت نہیں، اور لوگوں میں جو فضائل رائج ہیں وہ سب منگھڑت اور غیر معتبر ہیں، تفصیلات کے لیے مذکورہ کتاب ملاحظہ فرمائیں، یہاں اس کتاب سے مختصر عبارت ذکر کی جارہی ہے:

- تبيين العجب بما ورد في شهر رجب للحافظ ابن حجر العسقلاني:

لم يرد في فضل شهر رجب، ولا في صيامه، ولا في صيام شيء منه معين، ولا في قيام ليلة مخصوصة فيه حديث صحيح يصلح للحجة.

اس لیے جو لوگ ماہِ رجب کی پہلی، دوسری، تیسری، ستائیسویں یا کسی اور تاریخ کو روزے کے لیے خاص کرکے اس کے لیے اپنی طرف سے فضائل بیان کرتے ہیں وہ واضح غلطی کا شکار ہیں، ایسی تمام روایات غیر معتبر اور بے بنیاد ہیں، اس لیے ان روایات کو درست سمجھنا، ان کی بنیاد پر روزے رکھنا اور ان کو آگے پھیلانا ہر گز درست نہیں۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ماہِ رجب کے روزوں سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے کہ بعض روایات سے ماہِ رجب میں روزے رکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے حتی کہ بعض صحابہ کرام اس پر نکیر بھی فرماتے تھے، تو اس حوالے سے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ ممانعت علی الاطلاق نہیں، بلکہ اس صورت میں ہے کہ:

- جب ماہِ رجب کے روزوں کو حد سے زیادہ اہمیت دی جائے اور ان کو لازم سمجھا جائے۔
- یا ماہِ رجب کی تعظیم میں غُلو سے کام لیا جائے اور اسی نیت سے روزے رکھے جائیں، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں اس مہینے کی تعظیم میں حد سے تجاوز کیا جاتا تھا۔
- یا ماہِ رجب یا اس کے مخصوص ایام میں روزے رکھنے کی منگھڑت فضیلت بیان کی جائے۔
- یا ان روزوں کو رمضان اور عید کی صورت اور ان کی طرح اہمیت دی جائے۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں غیر شرعی ہیں، اس لیے ان غیر شرعی مقاصد، نظریات اور جذبات کی بنیاد پر رجب کے روزے رکھنا ہی ممنوع ہے، البتہ اگر مذکورہ خرابیوں سے اجتناب کرتے ہوئے ماہِ رجب میں نفلی روزے رکھے جائیں تو وہ درست بلکہ مستحب ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

- الفتاوى الهندية:

الْمَرْغُوبَاتُ من الصِّيَامِ أَنْوَاعٌ: أَوَّلُهَا: صَوْمُ الْمُحَرَّمِ، وَالثَّانِي: صَوْمُ رَجَبٍ، وَالثَّالِثُ: صَوْمُ شَعْبَانَ وَصَوْمُ عَاشُورَاءَ... (كتاب الصوم)

- مرقاة المفاتيح:

وَأَمَّا حَدِيثُ صَوْمِ رَجَبٍ فَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ: إِنَّهَا مَوْضُوعَةٌ، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: قَالَ أَئِمَّتُنَا: أَفْضَلُ الْأَشْهُرِ لِصَوْمِ التَّطَوُّعِ الْمُحَرَّمُ، ثُمَّ بَقِيَّةُ الْحُرُمِ: رَجَبٍ وَذِي الْحِجَّةِ وَذِي الْقِعْدَةِ.

(بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ)

- مصنف عبد الرزاق:

٧٨٥٤- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَنْهَى عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ كُلِّهِ؛ لِأَنْ لَا يُتَّخَذَ عِيدًا.

- البدع لابن وضاح:

١٠٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَضَّاحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى قَالَ: حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: أخبرنا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَضْرِبُ الرَّجَبِيِّينَ الَّذِينَ يَصُومُونَ رَجَبَ كُلَّهُ. قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ وَضَّاحٍ: لِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الرَّجَبِيِّينَ؟ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ خَبَرٌ جَاءَ هَكَذَا، مَا أَدْرِي أَيَصِحُّ أَمْ لَا؟ وَإِنَّمَا مَعْنَاهُ: خَوْفٌ بِأَنْ يَتَّخِذُوهُ سُنَّةً مِثْلَ رَمَضَانَ.

- تبيين العجب بما ورد في شهر رجب للحافظ ابن حجر العسقلاني:

أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يضرب أيدي الرجال في رجب إذا رفعوها عن الطعام «حتى يضعوها فيه، ويقول: إنما هو شهر كان أهل الجاهلية يعظمونه. وروى نحو ذلك، عن أبى بكرة. فهذا النهى منصرف إلى من يصومه معظما لأمر الجاهلية. أما إن صامه لقصد الصوم في الجملة من غير أن يجعله حتما، أو يخص منه أياما معينه يواظب على صومها، أو ليال معينة يواظب على قيامها، بحيث يظن أنها سنة. فهذا من فعله من السلامة مما استثنى: فلا بأس به. فإن خص ذلك، أو جعله حتما فهذا محظور. وهو في المنع بمعنى قوله ﷺ: «لا تخصوا يوم الجمعة بصيام، ولا ليلتها بقيام»، رواه مسلم. (الحديث الثالث والثلاثون)

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:

قال: وأقرب ما جاء فيه ما رواه ابن ماجه في «سننه»: أن رسول الله ﷺ نهى عن صيام رجب، قلت: وهو محمول على اعتقاد وجوبه كما كان في الجاهلية، وإلا فلم يقل أحد من العلماء بكراهة صومه. (ص: ٤٣٩، المكتب الإسلامي بيروت)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ستائیس رجب کے روزے کی حقیقت:

ماہِ رجب میں بہت سے لوگ ستائیس رجب کے روزے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، اس کو ہزاری کا روزہ کہتے ہیں اور اس کے منگھڑت فضائل بھی بیان کرتے ہیں، واضح رہے کہ ماہِ رجب کی 27 تاریخ کو روزہ رکھنے کی خاص فضیلت معتبر احادیث سے ثابت نہیں، اس لیے ان غیر معتبر فضائل کی بنیاد پر اس دن روزہ رکھنا درست نہیں، البتہ چوں کہ یہ 27 تاریخ ماہِ رجب کے عام دنوں کی طرح ایک دن ہے اس لیے ان بے بنیاد اور منگھڑت باتوں سے بچتے ہوئے اگر کوئی شخص اس کو رجب کی عام تاریخ سمجھتے ہوئے اس دن نفلی روزہ رکھ لیتا ہے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ ذیل میں چند فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:

- فتاویٰ محمودیہ (3/ 281):

’’ماہِ رجب میں تواریخِ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ’’ما ثبت بالسنۃ‘‘ میں ذکر کیا ہے، بعض بہت ضعیف ہیں اور بعض موضوع ہیں۔‘‘

- فتاویٰ رحیمیہ (7/ 274):

’’ستائیسویں رجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابلِ اعتماد نہیں، لہٰذا ستائیسویں رجب کا روزہ عاشوراء کی طرح مسنون سمجھ کر ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، اس اعتقاد سے رکھنا ممنوع ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ستائیسویں رجب کا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔‘‘

- عمدۃ الفقہ (3/ 195):

ہزاری روزہ یعنی ۲۷ رجب المرجب کا روزہ:

’’عوام میں اس کا بہت ثواب مشہور ہے، بعض احادیثِ موضوعہ میں اس کی فضیلت آئی ہے، لیکن صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ بعض روایات میں ممانعت آئی ہے، پس اس

کو ضروری اور واجب کی مانند سمجھ کر روزہ رکھنا یا ہزار روزہ کے برابر ثواب سمجھ کر رکھنا بدعت و منع ہے ۔۔۔۔پس اگر بغیر کسی خصوصیت کی نیت کے اس روز بھی عام دنوں کی طرح نفلی روزہ رکھ لے تو مضائقہ و کراہت نہیں ہے۔ کوئی سنت اور ہزاری روزہ کے اعتقاد کے بغیر صرف بنیتِ نفل روزہ رکھے تو منع نہیں۔“

- **بہشتی زیور:**

”رجب کی رسموں کا بیان: اس کو عام لوگ ”مریم روزے کا چاند“ کہتے ہیں، اور اس کی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے، شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں، اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے، اختیار ہے، خدائے تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں، اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے۔ بعض جگہ اس مہینے میں ”تبارک کی روٹیاں“ پکتی ہیں، یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے، شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں، نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے، اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے۔“

ماہِ رجب اور چند بنیادی غلطیاں

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ماہِ رجب سے متعلق غیر معتبر اور بے اصل باتیں:

ماہِ رجب چوں کہ حُرمت والے مہینوں میں سے ہے اس لیے اس حیثیت سے اس کی بڑی فضیلت اور اہمیت ہے، اسی بنیاد پر اس میں عبادات کی ادائیگی بھی بڑی فضیلت رکھتی ہے، جس کی تفصیل ما قبل میں بیان ہو چکی، اس کے علاوہ ماہِ رجب کی فضیلت سے متعلق کوئی بھی معتبر روایت ثابت نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ماہِ رجب اُن مہینوں میں سے ہے جن کے بارے میں عوام میں بہت سی منگھڑت، غیر معتبر اور بے بنیاد باتیں رائج ہیں، اسی طرح غیر معتبر فضائل کا سہارا لے کر مختلف قسم کی عبادات ایجاد کی گئی ہیں جو کہ قرآن وسنت کے خلاف ہیں، اس لیے ان منگھڑت عبادات کا اہتمام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے۔

مذکورہ تناظر میں یہ اصولی باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہییں کہ:

- ماہِ رجب یا اس کی کسی رات اور تاریخ سے متعلق کوئی مخصوص نماز اور عبادت ثابت نہیں۔
- ماہِ رجب یا اس کی کسی رات اور تاریخ سے متعلق مخصوص فضائل ثابت نہیں۔
- ماہِ رجب کی کسی تاریخ کے روزے سے متعلق مخصوص فضائل ثابت نہیں۔

یہ بنیادی باتیں ہیں جن کی وجہ سے بہت سی غلطیوں اور غلط فہمیوں کی اصلاح ہو جاتی ہے، جس کے بعد ان تمام بے اصل اور غیر معتبر باتوں کو تفصیل سے ذکر کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ واضح رہے کہ ماہِ رجب سے متعلق ان غیر معتبر اور بے سند باتوں میں سے متعدد باتوں کا تفصیلی تذکرہ ما قبل میں بیان ہو چکا، البتہ وضاحت کے لیے مزید چند باتوں کا اجمالی ذکر کرنا فائدے سے خالی نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

1۔ ماہِ رجب کی پہلی، دوسری، تیسری، بائیسویں اور ستائیسویں تاریخ کے روزوں اور عبادات کے مخصوص فضائل غیر معتبر ہیں۔

2۔ ماہِ رجب کی کسی بھی شب سے متعلق کوئی مخصوص فضیلت اور عبادت ثابت نہیں۔

3۔ ماہِ رجب میں صلاۃ الرغائب کے نام سے جو نماز ایجاد کی گئی ہے وہ بھی بے اصل ہے۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

4۔ماہِ رجب خصوصًا 22 اور 27 تاریخ کو سبیلیں لگاکر دودھ یا شربت پلانے، حلوہ، چاول، پوریاں یا دیگر کھانے پکاکر تقسیم کرنے کی رسم غیر شرعی اور بدعت ہے اور اس کے فضائل خود ساختہ ہیں۔

5۔ماہِ رجب کی ستائیسویں شب کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا درست نہیں۔

6۔شریعت میں شبِ معراج سے متعلق کوئی مخصوص فضائل اور عبادات ثابت نہیں، اس لیے شبِ معراج کی بنیاد پر رات کو عبادت کرنا درست نہیں۔

7۔ماہِ رجب کی ستائیسویں شب کو شبِ معراج قرار دے کر چراغاں کرنا، جھنڈے لگانا اور اس جیسے دیگر غیر شرعی افعال کرنا درست نہیں۔

ماقبل میں یہ بات ذکر ہوچکی ہے کہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "تبيين العجب بما ورد فی شهر رجب" کے نام سے ایک بہترین کتاب تحریر فرمائی ہے جس میں انھوں نے ماہِ رجب سے متعلق لوگوں میں رائج منگھڑت، بے بنیاد اور غیر معتبر روایات اور فضائل کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور مروّجہ روایات کی تفصیلی تحقیق فرمائی ہے، جس میں انھوں نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ ماہِ رجب کے کسی بھی دن کے روزے سے متعلق مخصوص فضائل ثابت نہیں، اور لوگوں میں جو فضائل رائج ہیں وہ سب منگھڑت اور غیر معتبر ہیں، تفصیلات کے لیے مذکورہ کتاب ملاحظہ فرمائیں، یہاں اس کتاب سے مختصر عبارت ذکر کی جارہی ہے:

- تبيين العجب بما ورد في شهر رجب للحافظ ابن حجر العسقلاني:

لم يرد في فضل شهر رجب، ولا في صيامه، ولا في صيام شيء منه معين، ولا في قيام ليلة مخصوصة فيه حديث صحيح يصلح للحجة.

مزید عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- الموضوعات للصغانی:

١٢٨- ومنها: الأحاديث الموضوعة في فضيلة رجب.

١٣٣- ومنها: الأحاديث الموضوعة في فضيلة ليلة أول جمعة من رجب والصلوات الموضوعة

[Website: DifaAhleSunnat.com]

فيها المسماة بالرغائب، ولم يثبت في السنة ولا عند أئمة الحديث وإن كان ذكره صاحب «الإحياء» وصاحب «قوت القلوب»، لكن السنة لا تثبت إلا بقول النبي أو فعله أو تقريره عليه السلام، فافهم ترشد.

- **الآثار المرفوعة:**

ومن هذا القبيل أكثر أحاديث فضائل صيام أيام رجب وأيام المحرم وغير ذلك على ما بسطه الحافظ ابن حجر العسقلاني في «تبيين العجب في فضل رجب» وغيره في غيره .... وقال في موضع آخر من «كتاب الموضوعات»: ومنها أحاديث صلوات الأيام والليالي كصلاة يوم الأحد وليلة الأحد ويوم الاثنين وليلة الاثنين إلى آخر الأسبوع كل أحاديثها كذب، وقد تقدم بعض ذلك، ومن ذلك أحاديث صلاة الرغائب أول الجمعة من رجب كلها كذب .... إلخ في ذكر أحاديث صلوات أيام السنة ولياليها وما يتعلق بها:

صلاة ليلة السابع والعشرين من رجب .... وفي «لطائف المعارف فيما لمواسم العام من الوظائف» لابن رجب الحنبلي: أما الصلاة فلم تصح في شهر رجب صلاة مخصوصة تختص به، والأحاديث المروية في فضل صلاة الرغائب في أول ليلة جمعة من رجب كذب وباطل لا تصح، وهذه الصلاة بدعة عن جمهور العلماء.

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ماہِ رجب
میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کا حکم

فہرست:

- ماہِ رجب میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کا حکم۔
- کونڈوں کی رسم کا حکم۔
- ماہِ رجب کی بدعات پر مشتمل کھانے پینے کا شرعی حکم۔

ماہِ رجب میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کا حکم:

ماہِ رجب میں رائج بدعات و رسومات میں سے ایک غیر شرعی عمل یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگ ماہِ رجب میں اور خصوصًا اس کی 22 اور 27 تاریخ کو حلوہ، چاول یا دیگر کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرتے ہیں، اس کو بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث سمجھتے ہیں اور اس کے خود ساختہ فضائل بھی بیان کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ سب کچھ شریعت کے مزاج سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ ہم بدعات کو بھی نیکی سمجھنے لگتے ہیں اور ہمیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں یا گناہ کمارہے ہیں!!

حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام تر چیزیں بدعات کے زمرے میں آتی ہیں جن سے اجتناب کرنا ضروری ہے، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ ماہِ رجب میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کی رسم قرآن و سنت، حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ہرگز ثابت نہیں، یہی بات اس کی ممانعت کے لیے کافی ہے۔

2۔ اگر ماہِ رجب کے ان ایام میں یہ کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے سے مقصود صدقہ دینا ہے تو واضح رہے کہ صدقہ تو سال بھر میں کسی بھی دن دیا جاسکتا ہے، اور صدقہ میں کوئی بھی جائز چیز دی جاسکتی ہے، لیکن اس کے لیے مہینہ یا دن خاص کرنا یا صدقہ میں کوئی چیز خاص کرنا شریعت کے خلاف اور بدعت ہے۔ یہ شریعت کا ایک اہم اصول ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

3۔ اگر ماہِ رجب کے ان ایام میں یہ کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے سے مقصود کسی شخصیت کے لیے ایصالِ ثواب ہے تو واضح رہے کہ ایصال ثواب کے لیے نہ تو کوئی دن یا مہینہ خاص ہے، اور نہ ہی کوئی کھانے پینے کی چیز تقسیم کرنا ضروری ہے، بلکہ ایصالِ ثواب تو کسی بھی نیک عمل کا کیا جاسکتا ہے، اس لیے ایصالِ ثواب کے لیے بھی مہینہ یا دن خاص کرنا یا ایصال ثواب میں کوئی چیز خاص کرنا شریعت کے خلاف ہے۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

کونڈوں کی رسم کا حکم:

ماہِ رجب میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کی رسم سے متعلق تفصیل بیان ہو چکی کہ یہ ناجائز ہے، البتہ اسی نوعیت کی ایک اور رسم کونڈے کی رسم بھی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ماہِ رجب کی بائیس تاریخ کو کونڈوں کی رسم منائی جاتی ہے، اس دن پوریاں، حلوہ یا دیگر کھانے پینے کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں اور محلے بھر میں تقسیم کی جاتی ہیں، اس کو امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی ولادت کی خوشی قرار دی جاتی ہے، واضح رہے کہ یہ رسم ناجائز اور بدعت ہے، متعدد حضرات اہلِ علم کی تحقیق یہ ہے کہ 22 رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے، اس لیے شیعہ طبقے نے۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔ان کی وفات کی خوشی میں یہ رسم ایجاد کی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

1۔ فتاویٰ محمودیہ (281،282/3):

”کونڈوں کی مروجہ رسم مذہب اہلِ سنت والجماعت میں محض بے اصل، خلافِ شرع اور بدعتِ ممنوعہ ہے کیوں کہ بائیسویں رجب نہ حضرت اِمام جعفر صادق رحمہ اللہ علیہ کی تاریخِ پیدائش ہے اور نہ تاریخِ وفات۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 8 رمضان 80ھ یا 83ھ میں ہوئی اور وفات شوال 148ھ میں ہوئی، پھر بائیسویں رجب کی تخصیص کیا ہے؟ اور اس تاریخ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کیا خاص مناسبت ہے؟ ہاں بائیسویں رجب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخِ وفات ہے۔ (دیکھو: تاریخِ طبرانی ؟؟ذکرِ وفاتِ معاویہ)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس رسم کو محض پردہ پوشی کے لیے حضرت امام جعفر صادق کی طرف منسوب کیا گیا، ورنہ در حقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے، جس وقت یہ رسم اِیجاد ہوئی اہلِ سنت والجماعت کا غلبہ تھا، اس لیے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی بطور حصہ علانیہ نہ تقسیم کی جائے، تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دُشمنانِ حضرت معاویہ خاموشی کے ساتھ ایک دُوسرے کے یہاں جا کر اُسی جگہ یہ شیرینی کھالیں جہاں اُس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ومسرت ایک دُوسرے پر ظاہر کریں۔ جب کچھ اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت امام موصوف پر لگائی کہ اُنہوں نے خود خاص اس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالاں کہ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں، لہٰذا برادرانِ اہلِ سنت کو اس رسم سے بہت دُور رہنا چاہیے، نہ خود اس رسم کو بجالائیں اور نہ اس میں شرکت کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔" (باب البدعات والرسوم)

2۔ دارالافتاء دارالعلوم دیو بند:

"آپ کے علاقہ میں ۲۲/رجب کو ختم رجب کے نام سے جو رسم رائج ہے، جس میں مختلف لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے اور اجتماعی طور پر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھا جاتا ہے اور کھان پان وغیرہ ہوتا ہے، یہ رسم بدعت وناجائز ہے اور ایسی چیزوں کی منت ماننا درست نہیں اور اگر کسی نے لاعلمی میں ایسی کوئی منت مان لی تو معلوم ہونے پر توبہ کرے، اسے ہر گز پورا نہ کرے، ایسی منت پوری کرنا جائز نہیں ہوتا (بہشتی زیور، حصہ سوم، منت کا بیان، مسئلہ: ۲۰)۔ واللہ تعالیٰ اعلم" (فتویٰ نمبر: 161145، تاریخِ اجرا: 15 مئی 2018)

3۔ دارالافتاء دارالعلوم دیو بند:

"۲۲/رجب کو کونڈے کے نام سے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے یہ شیعوں کی ایجاد کردہ رسم ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کی خوشی میں کرتے ہیں، شریعت سے ثابت نہیں، لہٰذا مسلمانوں کو اس طرح کا کھانا بنانے اور اس میں شریک ہونے نیز کھانے سے احتراز کرنا چاہیے۔"

(فتوی نمبر: 170133، تاریخِ اجرا: 13 مئی 2019)

4۔ دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور (فتوی نمبر: 29):

"رجب کے کونڈے اور ان کے پس منظر میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب قصے سراسر گھڑے ہوئے واقعات ہیں، جن کا دین اور ثواب سے دور کا بھی تعلق نہیں، نہ امام جعفر صادقؒ اس تاریخ میں پیدا ہوئے اور نہ اس تاریخ میں ان کی وفات ہوئی اور نہ ہی مذکورہ تاریخ میں ان سے متعلق کوئی واقعہ پیش آیا، علاوہ ازیں دین کا یہ مزاج نہیں کہ کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کی زندگی یا وفات وغیرہ کی تواریخ کو بعد

میں منانے کے حوالے سے اجازت دی گئی ہو اور اس پر حصولِ اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہو یا اس میں کھانے پینے سے متعلق اس طرح کی رسم کی ترغیب دی گئی ہو، اگر امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ کونڈوں کے متعلق کسی بھی قسم کا کوئی واقعہ ثابت ہوتا تو جہاں امام موصوف کا بچپن گذرا، جوان ہوئے اور وفات پائی وہاں اس کا سب سے زیادہ چرچا ہونا چاہیے تھا، اس کے برعکس وہاں اس طریقہ کو کوئی جانتا بھی نہیں مگر ہزاروں میل دور بیٹھے بے علم لوگوں کو ان باتوں کا کس طرح علم ہو جاتا ہے اور وہ اس رسم کو پہلے چھپ چھپ کر اور اب علانیہ کرنے لگتے ہیں۔ بعض مؤرخین کے مطابق مذکورہ تاریخ میں صحابیٔ رسول کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور دشمنانِ صحابہ ان کی وفات کی خوشی میں کونڈے پکاتے ہیں، مگر سادہ لوح عوام کو بے خبر رکھنے کے لیے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی جانب ان کی نسبت کرتے ہیں اور پس پردہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف اپنے بغض اور دشمنی کا اظہار کرتے ہیں، اگر صورتحال ایسی ہی ہو تو کونڈے پکانا فقط ایک رسم ہی نہیں بلکہ قبیح ترین فعل ہوگا، جس سے بچنا ہر صاحب ایمان کے لیے لازم ہے۔“

ماہِ رجب کی بدعات پر مشتمل کھانے پینے کا شرعی حکم:

ماہِ رجب میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے اور کونڈوں کی رسم سے متعلق تفصیل بیان ہو چکی کہ یہ ناجائز ہے، البتہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدعات اور رسومات پر مبنی ایسی چیزیں کھانے پینے کا کیا حکم ہے؟ کیوں کہ ماہِ رجب میں بہت سے گھروں میں بدعات پر مشتمل کھانے پینے کی چیزیں آتی رہتی ہیں یا گلی کوچوں اور راستوں میں ان چیزوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے، اس لیے شرعی اعتبار سے ان چیزوں کے کھانے پینے کا تفصیلی حکم سمجھنا چاہیے:

1۔ شریعت ہر مسلمان سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ سنت و شریعت کی پیروی کرتے ہوئے بدعات سے خود بھی اجتناب کرے اور دوسروں کو بھی بدعات ترک کرنے کی ترغیب دے۔

2۔ اسی طرح ہر وہ کام جس سے بدعات کی ترویج، اشاعت اور حوصلہ افزائی ہوتی ہو اس سے بھی مکمل اجتناب

کرے، کیوں کہ یہ بھی گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔اس لیے بدعات پر مشتمل مجالس یا کاموں کے لیے چندہ دینا، کسی بھی قسم کا تعاون کرنا، ان کی تعریف کرنا، ان کے لیے دعوت یا مہم چلانا، ان میں شرکت کرنا یا اس طرح کا کوئی بھی کام کرنا جس سے بدعات کو تقویت ملے؛ یہ سب شریعت کے خلاف ہے۔واضح رہے کہ شریعت کا مزاج بدعات کی حوصلہ شکنی کا ہے۔

3۔اس لیے ماہِ رجب کی بدعات پر مشتمل مجالس اور کھانے پینے کے مقامات میں شریک ہونا ناجائز ہے کیوں کہ اس سے بدعات کی شان وشوکت میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کو قوت اور رواج میسر آتا ہے۔

4۔البتہ اگر کوئی شخص ان بدعات پر مشتمل یہ کھانا پینا کسی کے ہاں بھیج دے تو ایسی صورت میں مسئلہ واضح رہے کہ اگر حرام ہونے کی کوئی اور وجہ موجود نہ ہو تو محض بدعت ہونے کی وجہ سے وہ کھانا پینا اپنی ذات میں حرام نہیں ہو جاتا، البتہ کوشش یہی کی جائے کہ اسے وصول ہی نہ کیا جائے اور ان کے سامنے صحیح صورتحال واضح کی جائے، یا اگر وصول ہی کرنا پڑے تب بھی ان کے سامنے صحیح صورتحال واضح کی جائے کہ یہ چیزیں شریعت کے مطابق نہیں اور نہ ہی ہم اس کے قائل ہیں، وصول کرنے کی صورت میں اس کھانے پینے سے اجتناب کرتے ہوئے کسی غریب کے ہاں بھیج دیا جائے تو بہتر ہے تاکہ بدعات کی نفرت دل میں برقرار رہے اور احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، اور جب لینے والے نہ رہیں گے تو دینے والے خود بخود یہ بدعات ترک کردیں گے، البتہ اگر خود ہی کھا لیا جائے تو حرام نہیں بشرطیکہ حرام ہونے کی کوئی اور وجہ موجود نہ ہو، البتہ اجتناب کرنے ہی میں احتیاط ہے، خصوصًا وہ شخص تو خصوصی اجتناب کرے جو کہ مقتدیٰ ہو اور لوگ ان کی پیروی کرتے ہوں تاکہ بدعات کا خاتمہ ہو سکے۔البتہ اگر کسی نے حرام مال سے یہ کھانا پینا تیار کیا ہے یا غیر اللہ کی نذر و نیاز کی نیت سے کوئی جانور ذبح کر کے تیار کیا ہے تو اس کا حرام ہونا واضح ہے، اور جہاں ماحول اور افراد کی اعتقادی حالت کی وجہ سے پہچان نہ ہوتی ہو اور اس پہلو کا امکان ہو تو وہاں بھی وصول نہ کرنے ہی میں احتیاط ہے، خصوصًا کونڈوں کی رسم میں کھانے پینے کی چیزوں سے اجتناب کرنا اس لیے بھی اہم ہے کہ اس کے پسِ منظر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی کا جذبہ کارفرما ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا دینی غیرت اور محبتِ

صحابہ کا بھی تقاضا ہے۔

5۔ جو شخص صحیح العقیدہ مسلمان ہے اور اس کے ہاں سے عام ایام میں بھی کھانے پینے کی چیزیں گھر آتی رہتی ہیں اور وہ ماہِ رجب خصوصًا 22 اور 27 تاریخ میں بھی ایسی کوئی چیز بھیجے اور یہ کہے کہ میں نے کسی بھی غلط نظریے سے نہیں بھیجی ہے تو اس کا کھانا بالکل درست ہے البتہ بھیجنے والا کوشش یہ کرے کہ بدعات کے خاتمے کے لیے 22 یا 27 تاریخ کو یہ اہتمام نہ کرے تو اچھا ہے۔

(تفصیل ملاحظہ فرمائیں: ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم، فتاویٰ عثمانی و دیگر کتب)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

شَبِ مِعْراج
اور ستائیس رجب سے متعلق غلط فہمیاں

فہرست:

- ستائیس رجب اور شبِ معراج سے متعلق غلط فہمیاں۔
- کیا ستائیس رجب کی رات معراج کا واقعہ پیش آیا؟
- واقعہ معراج کی تاریخ میں اختلاف کیوں؟؟
- واقعہ معراج کی تاریخ میں اختلاف سے واضح ہونے والا ایک اہم نکتہ۔
- کیا شبِ معراج کی کوئی فضیلت یا عبادت ثابت ہے؟
- 27 رجب کی رات کو معراج سے متعلق جلسہ کرنے کا حکم۔
- واقعہ معراج کا حقیقی درس۔
- ستائیس رجب کے روزے کی حقیقت۔

ستائیس رجب اور شبِ معراج سے متعلق غلط فہمیاں:

ستائیس رجب سے متعلق متعدد غلطیاں اور غلط فہمیاں عوام میں رائج ہیں، جیسے:

- ستائیس رجب کو یقینی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے۔
- شبِ معراج کو فضیلت اور عبادت والی رات سمجھا جاتا ہے اور اس کے خود ساختہ عبادات اور فضائل بیان کیے جاتے ہیں۔
- ستائیس رجب اور شبِ معراج میں مخصوص طریقے سے خاص نماز ادا کی جاتی ہے۔
- ستائیس رجب کو شبِ معراج قرار دے کر اس میں اسی عنوان سے جلسے اور محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، چراغاں کیا جاتا ہے، مساجد اور گھروں کو سجایا جاتا ہے اور ایک جشن کا سا سماں ہوتا ہے۔
- ستائیس رجب کو حلوہ، چاول یا دیگر کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔
- ستائیس رجب کے روزے کی خصوصی فضیلت بیان کی جاتی ہے اور اس کی ترغیب دی جاتی ہے۔

الغرض اس طرح کی متعدد باتیں عوام میں رائج ہیں جو کہ دینی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

کیا ستائیس رجب کی رات معراج کا واقعہ پیش آیا؟

ماہِ رجب سے متعلق اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ اس مہینے کی ستائیس تاریخ کو معراج کا واقعہ پیش آیا۔ واضح رہے کہ معراج کا یہ واقعہ کس مہینے میں اور کس تاریخ کو پیش آیا، اس سے متعلق یقینی طور پر کچھ کہنا بہت ہی مشکل ہے، عام طور پر مشہور تو یہی ہے کہ 27 رجب کی رات کو یہ واقعہ پیش آیا لیکن واضح رہے کہ قرآن وسنت سے اس حوالے سے کوئی واضح اور معتبر بات ثابت نہیں حتی کہ اس رات کی تعیین میں حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور اکابرِ امت کی بہت سی آرا ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس شدید اختلاف کے پیشِ نظر حضرات اکابر کے نزدیک رجب کی 27 تاریخ ہی کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا درست نہیں۔

واقعہ معراج کی تاریخ میں اختلاف کیوں؟؟

یہاں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب معراج کا واقعہ اس قدر عظیم الشان واقعہ ہے حتی کہ یہ حضور اقدس ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے، اور پھر حضرات صحابہ کرام دین کی ہر ایک بات محفوظ رکھنے اور اسے امت تک پہنچانے میں کافی حریص تھے تو پھر واقعہ معراج کی تاریخ کی درست تعیین کیوں نہ ہو سکی؟ تو اس شبہ کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے ایک درست جواب یہ بھی ہے کہ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ شبِ معراج کی تاریخ سے متعلق امت کا کوئی شرعی حکم وابستہ نہیں تھا اس لیے مِنْ جانبِ اللہ اس کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا گیا، کیوں کہ سال بھر کی جن تاریخوں سے شریعت کے احکام وابستہ تھے تو ان سے متعلق حضور اقدس ﷺ کے ارشادات امت کے سامنے ہیں اور ان تاریخوں کو محفوظ رکھنے کا اہتمام امت نے بخوبی کیا، لیکن شبِ معراج سے متعلق قرآن وسنت میں کوئی مخصوص حکم نہیں ملتا اس لیے اس کو محفوظ رکھنے کے لیے خصوصی اِقدامات حضرات صحابہ کرام کی جانب سے اجتماعی طور پر سامنے نہیں آئے اور نہ ہی حضور اقدس ﷺ کی جانب سے ایسا کوئی حکم دیا گیا۔

واقعہ معراج کی تاریخ میں اختلاف سے واضح ہونے والا ایک اہم نکتہ:

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ شبِ معراج کی تعیین میں بہت سے اقوال ہیں، یہ اختلاف خود اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ شبِ معراج سے متعلق نہ تو حضور ﷺ نے کوئی حکم یا فضیلت بیان فرمائی، نہ ہی حضرات صحابہ کرام میں اس حوالے سے کسی خاص عمل یا جشن وغیرہ کا اہتمام تھا اور نہ ہی حضرات تابعین وتبع تابعین میں، کیوں کہ اگر اس تاریخ سے متعلق حضور اقدس ﷺ، حضرات صحابہ وتابعین کرام کے دور میں کوئی مخصوص عمل یا اہتمام یا جشن وغیرہ رائج ہوتا تو امت میں شبِ معراج کی تاریخ سے متعلق اس قدر اختلاف نہ ہوتا۔ اس اہم نکتے میں ہر مسلمان کے لیے بہت بڑا سبق ہے!

[Website: DifaAhleSunnat.com]

کیا شبِ معراج کی کوئی فضیلت یا عبادت ثابت ہے؟

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ رات بڑی ہی فضیلت اور سعادت والی تھی جس میں معراج کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا، اور یہ ایسی فضیلت ہے جو کہ کسی اور شب اور تاریخ کو حاصل نہیں، لیکن اس کے علاوہ شبِ معراج کے بارے میں قرآن وحدیث سے کسی قسم کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں، اور نہ ہی حضور اقدس ﷺ اور ان کے صحابہ کرام نے شبِ معراج منانے یا جاگ کر گزارنے کا اہتمام کیا ہے، اسی طرح اس رات سے متعلق مخصوص عبادات یا اس طرح کا کوئی بھی عمل معتبر دلائل سے ثابت نہیں۔ آجکل بعض لوگوں نے ستائیس رجب کے حوالے سے اپنی طرف سے ایک نماز ایجاد کر رکھی ہے کہ دو یا چار رکعات اس طرح ادا کی جائیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد فلاں سورت اتنی بار پڑھی جائے، دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی بار پڑھی جائے تو واضح رہے کہ یہ بھی قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔ اس لیے اپنی طرف سے کسی رات سے متعلق فضائل بیان کرنا یا عبادات خاص کرنا شریعت کے خلاف اور بہت بڑا جرم ہے۔ اس لیے آجکل لوگوں نے شبِ معراج یا ستائیس رجب سے متعلق جس قدر بھی فضائل اور عبادات ایجاد کی ہیں وہ سب خود ساختہ ہیں، جن سے اجتناب ضروری ہے۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''تبیین العجب بما ورد فی شهر رجب'' کے نام سے ایک بہترین کتاب تحریر فرمائی ہے جس میں انھوں نے ماہِ رجب سے متعلق لوگوں میں رائج بے بنیاد اور غیر معتبر روایات اور فضائل کا تفصیلی جائزہ لیا ہے، ان کی تحقیق کے مطابق لوگوں میں شبِ معراج یا ستائیس رجب سے متعلق جس قدر بھی فضائل اور عبادات رائج ہیں وہ سب غیر معتبر اور بے اصل ہیں۔

ذیل میں ''اصلاحی خطبات'' سے طویل اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

- شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم فرماتے ہیں کہ:

''۲۷/ رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ یہ شبِ معراج ہے، اور اس شب کو بھی اسی طرح گزارنا چاہیے جس طرح شبِ قدر گزاری جاتی ہے اور جو فضیلت شبِ قدر کی ہے، کم وبیش شبِ معراج

کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے، بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ’’شبِ معراج کی فضیلت شبِ قدر سے بھی زیادہ ہے‘‘، اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کر دیے کہ اس رات میں اتنی رکعات پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں فلاں فلاں سورتیں پڑھی جائیں، خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں مشہور ہو گئیں، خوب سمجھ لیجیے: یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔

شبِ معراج کی تعیین میں اختلاف:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۷/رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ وہی رات ہے، جس میں نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے کیوں کہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں تشریف لے گئے تھے، بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے، اس لیے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی رات صحیح معنوں میں معراج کی رات تھی، جس میں آنحضرت ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے۔

اگر یہ فضیلت والی رات ہوتی تو اس کی تاریخ محفوظ ہوتی:

اس سے آپ خود اندازہ کر لیں کہ اگر شب معراج بھی شبِ قدر کی طرح کوئی مخصوص عبادت کی رات ہوتی، اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شبِ قدر کے بارے میں ہیں، تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا، لیکن چوں کہ شبِ معراج کی تاریخ محفوظ نہیں تو اب یقینی طور سے ۲۷/رجب کو شبِ معراج قرار دینا درست نہیں۔

وہی ایک رات فضیلت والی تھی:

اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آپ ﷺ ۲۷/رجب کو ہی معراج کے لیے تشریف لے

گئے تھے، جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہ مقامِ قرب عطا فرمایا اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور امت کے لیے نمازوں کا تحفہ بھیجا، تو بے شک وہی ایک رات بڑی فضیلت والی تھی، کسی مسلمان کو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ فضیلت ہر سال آنے والی ۲۷/رجب کی شب کو حاصل نہیں۔

آپ کی زندگی میں ۱۸/مرتبہ شبِ معراج کی تاریخ آئی لیکن:

پھر دوسری بات یہ ہے کہ یہ واقعہ معراج سن ۵/نبوی میں پیش آیا، یعنی حضور ﷺ کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شبِ معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸/سال تک آپ ﷺ نے شبِ معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اس رات میں شبِ قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، نہ تو آپ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود آپ ﷺ جاگے اور نہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تاکید فرمائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

اس کے برابر کوئی احمق نہیں:

پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد تقریباً سو سال تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ثابت نہیں ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ۲۷/رجب کو خاص اہتمام کر کے منایا ہو، لہٰذا جو چیز حضور اقدس ﷺ نے نہیں کی اور جو چیز آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت قرار دینا، یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (معاذ اللہ) حضور ﷺ سے زیادہ جانتا ہوں کہ کونسی رات زیادہ فضیلت والی ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق

ہے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عمل کیا تو میں اس کو کروں گا تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ دین کو جاننے والا کون؟

لیکن جہاں تک دین کا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، اور دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھنے والا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گذار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا۔

اس رات میں عبادت کا اہتمام بدعت ہے:

لہٰذا اس رات میں عبادت کے لیے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے، یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے دیں وہ بہتر ہی بہتر ہے، لہٰذا آج کی رات بھی جاگ لیں، کل کی رات بھی جاگ لیں، اسی طرح پھر ستائیسویں رات کو بھی جاگ لیں، لیکن اس رات میں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق اور نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔" (اصلاحی خطبات: 1/ 48تا51)

27رجب کی رات کو معراج سے متعلق جلسہ کرنے کا حکم:

ماقبل کی تفصیل سے جب یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرات اکابر کے نزدیک رجب کی 27تاریخ ہی کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا درست نہیں تو اس سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس رات کو شبِ معراج قرار دے کر معراج سے متعلق جلسہ اور محفلیں منعقد کرنا بھی درست نہیں بلکہ دورِ حاضر میں یہ متعدد مفاسد کا سبب ہے۔ بہت سی مساجد اور مقامات میں اس رات خصوصیت کے ساتھ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے، مساجد اور گلیوں کو سجایا جاتا ہے، رات بھر عمومی اسپیکر کے ذریعے بیان اور نعت خوانی کرکے محلے والوں کی آرام وراحت میں خلل

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ڈالا جاتا ہے، ماہِ رجب، واقعہ معراج اور شبِ معراج سے متعلق بے بنیاد عبادات اور فضائل بیان کیے جاتے ہیں اور اسی طرح دیگر غیر شرعی امور کا بھی ارتکاب کیا جاتا ہے، تو یاد رہے کہ یہ بھی غیر شرعی کام ہیں جن سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اس کی مزید تفصیل آگے مستقل عنوان کے تحت ذکر ہو گی ان شاء اللہ۔

واقعہ معراج کا حقیقی درس:

واقعۂ معراج کی رات کوئی ایسی رات نہیں کہ جس کو ایک تہوار کی صورت دے کر منانے کا اہتمام کیا جائے، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ اس واقعۂ معراج میں پیش آنے والے واقعات اور مشاہدات سے ہم سبق لیں، اس کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں، اس پورے واقعہ سے جن اعمال کو کرنے کی اہمیت معلوم ہو رہی ہے ان کو سرانجام دینے کی کوشش کی جائے اور جن کاموں سے بچنے کی دعوت دی گئی ہے ان سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

ستائیس رجب کے روزے کی حقیقت:

ماہِ رجب میں بہت سے لوگ ستائیس رجب کے روزے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، اس کو ہزاری کا روزہ کہتے ہیں اور اس کے منگھڑت فضائل بھی بیان کرتے ہیں، واضح رہے کہ ماہِ رجب کی 27 تاریخ کو روزہ رکھنے کی خاص فضیلت معتبر احادیث سے ثابت نہیں، اس لیے ان غیر معتبر فضائل کی بنیاد پر اس دن روزہ رکھنا درست نہیں، البتہ چوں کہ یہ 27 تاریخ ماہِ رجب کے عام دنوں کی طرح ایک دن ہے اس لیے ان بے بنیاد اور منگھڑت باتوں سے بچتے ہوئے اگر کوئی شخص اس کو رجب کی عام تاریخ سمجھتے ہوئے اس دن نفلی روزہ رکھ لیتا ہے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی مزید تفصیل ماقبل میں ملاحظہ فرمائیں۔

تفصیلی عبارات

- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية:

وقت الإسراء:

«ولما كان في شهر ربيع الأول» أو الآخر أو رجب أو رمضان أو شوال، أقوال خمسة «أسرى بروحه وجسده يقظة» لا مناما مرة واحدة في ليلة واحدة عند جمهور المحدثين والفقهاء والمتكلمين وتواردت عليه ظواهر الأخبار الصحيحة، ولا ينبغي العدول عنه.

- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية:

«فإن قلت: إيما أفضل ليلة الإسراء أم ليلة القدر» التي هي خير من ألف شهر؟ «فالجواب كما قاله الشيخ أبو أمامة بن النقاش: أن ليلة الإسراء أفضل في حق النبي ﷺ من ليلة القدر»؛ لما أكرم به فيها من خوارق العادات التي أجلها رؤيته لله تعالى على الصحيح. «وليلة القدر أفضل في حق الأمة؛ لأنها» أي: العمل فيها «خير لهم من عمل في ثمانين سنة لمن قبلهم» بإلغاء الكسر، وهو ثلاث سنين وثلث سنة، بناء على أن المراد حقيقة العدد وهو ألف شهر، وصدر البيضاوي بأن المراد التكثير. «وأما ليلة الإسراء فلم يأت في أرجحية العمل فيها حديث صحيح»، أراد به ما يشمل الحسن بدليل قوله: «ولا ضعيف، ولذلك لم يعينها النبي ﷺ لأصحابه، ولا عينها أحد من الصحابة بإسناد صحيح، ولا صح إلى الآن، ولا» يصح «إلى أن تقوم الساعة فيها شيء»؛ لأنه إذا لم يصح من أول الزمان لزم أن لا يصح في بقيته؛ لعدم إمكان تجدد واحد عادة يطلع على ذلك بعد الزمن الطويل، وهذا لا يشكل عليه ما قيل: إنه كان ليلة سبع عشرة، أو سبع وعشرين خلت من شهر ربيع الأول، أو سبع وعشرين من رمضان، أو من ربيع الآخر، أو من رجب، واختير وعليه العمل؛ لأن ابن النقاش لم ينف الخلاف فيها من أصله، وإنما نفى تعيين ليلة بخصوصها للإسراء وأنها أصح. «ومن قال فيها شيئًا فإنما قال من كيسه» أي: من عند نفسه دون استناد لنص يعتمد عليه «لمرجع ظهر له، استأنس به» لما جزم به، «ولهذا» أي: عدم إتيان شيء فيها «تصادمت الأقوال فيها وتباينت، ولم يثبت الأمر فيها على شيء، ولو تعلق بها

نفع للأمة ولو بذرة» أي: شيئًا قليلًا جدًّا «لبينه لهم نبيهم ﷺ»؛ لأنه حريص على نفعهم. «انتهى» كلام أبي أمامة. (المقصد الخامس: في تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء)

- البداية والنهاية:

فَصْلٌ: الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ مَكَّةَ إلى بيت المقدس:
ذَكَرَ ابْنُ عَسَاكِرَ أَحَادِيثَ الْإِسْرَاءِ فِي أَوَائِلِ الْبَعْثَةِ، وَأَمَّا ابْنُ إِسْحَاقَ فَذَكَرَهَا فِي هَذَا الْمَوْطِنِ بَعْدَ الْبِعْثَةِ بِنَحْوٍ مِنْ عَشْرِ سِنِينَ، وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الزُّهري أَنَّهُ قَالَ: أُسَرِي بِرَسُولِ اللهِ ﷺ قَبْلَ خُرُوجِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِسَنَةٍ. قَالَ: وَكَذَلِكَ ذَكَرَهُ ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ. ثُمَّ رَوَى الْحَاكِمِ عَنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَسْبَاطِ بْنِ نَصْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ السُّدِّيِّ أَنَّهُ قَالَ: فُرِضَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْخَمْسُ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ لَيْلَةَ أُسري بِهِ قَبْلَ مُهَاجَرِهِ بِسِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، فَعَلَى قَوْلِ السُّدِّيِّ يَكُونُ الْإِسْرَاءُ فِي شَهْرِ ذِي الْقِعْدَةِ، وَعَلَى قَوْلِ الزُّهْرِيِّ وَعُرْوَةَ يَكُونُ فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ. وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَا عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: وُلِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ الثَّانِيَ عَشَرَ مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، وَفِيهِ بعث، وفيه عرج به إلى السماء، وفيه هَاجَرَ، وَفِيهِ مَاتَ. فِيهِ انْقِطَاعٌ. وَقَدِ اخْتَارَهُ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سُرُورٍ الْمَقْدِسِيُّ فِي «سِيرَتِهِ»، وَقَدْ أَوْرَدَ حَدِيثًا لَا يَصِحُّ سَنَدُهُ ذَكَرْنَاهُ فِي فَضَائِلِ شَهْرِ رَجَبٍ أَنَّ الْإِسْرَاءَ كَانَ لَيْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ رَجَبٍ وَاللهُ أَعْلَمُ. وَمِنَ النَّاس مَنْ يَزْعُمُ أَنَّ الْإِسْرَاءَ كَانَ أَوَّلَ لَيْلَةِ جُمْعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ وَهِيَ لَيْلَةُ الرَّغَائِبِ الَّتِي أُحْدِثَتْ فِيهَا الصَّلَاةُ الْمَشْهُورَةُ وَلَا أَصْلَ لِذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ستائیس رجب

کی رات کو معراج سے متعلق جلسہ کرنے کا حکم

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ستائیس رجب کی رات کو معراج سے متعلق جلسہ کرنے کا حکم:

آجکل ماہِ رجب کی ستائیسویں تاریخ کی رات کو شبِ معراج قرار دے کر جلسے منعقد کیے جاتے ہیں، جن میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں، واقعہ معراج بیان کیا جاتا ہے اور شبِ معراج و ستائیسویں رجب کے فضائل بیان کیے جاتے ہیں۔ یوں اس رات شب بیداری کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ ستائیسویں رجب کو شبِ معراج قرار دے کر اس رات جلسے اور محفلیں منعقد کرنا ہرگز درست نہیں، اس لیے اس غیر شرعی کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس کی ممانعت کی وجوہات درج ذیل ہیں:

پہلی وجہ: معراج کا یہ واقعہ کس مہینے میں اور کس تاریخ کو پیش آیا، اس سے متعلق یقینی طور پر کچھ کہنا بہت ہی مشکل ہے، عام طور پر لوگوں میں مشہور تو یہی ہے کہ 27 رجب کی رات کو یہ واقعہ پیش آیا لیکن واضح رہے کہ قرآن و سنت سے اس حوالے سے کوئی واضح اور معتبر بات ثابت نہیں حتی کہ اس رات کی تعیین میں حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور اکابرِ امت کی بہت سی آرا ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس شدید اختلاف کے پیشِ نظر محققین حضرات کے نزدیک رجب کی 27 تاریخ ہی کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا درست نہیں۔ (دیکھیے: اصلاحی خطبات) جب یہ بات ثابت ہوئی تو اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کی رات کو شبِ معراج قرار دینا اور اس کی بنیاد پر جلسے اور محفلیں منعقد کرنا بھی درست نہیں۔

دوسری وجہ: شبِ معراج خیرُ القرون یعنی اسلام کے ابتدائی تین مبارک زمانوں میں بھی آتی تھی اور آکر عام راتوں کی طرح گزر جاتی تھی، اس رات نہ کوئی اہتمام اور جشن ہوتا تھا، نہ اضافی عبادات ہوا کرتی تھیں، نہ شب بیداری کے فضائل بیان کیے جاتے تھے اور نہ ہی جلسے اور اجتماعات ہوا کرتے تھے۔ یہ ساری صورتحال بذاتِ خود یہ بات واضح کر دیتی ہے کہ شبِ معراج کے عنوان سے یہ جلسے منعقد کرنا اور محفلیں قائم کرنا حضور اقدس ﷺ، حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ہرگز ثابت نہیں۔

اسی طرح اس سے یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آج جو شبِ معراج منانے کے

لیے خود ساختہ دلائل اور فضائل بیان کیے جاتے ہیں یہ اگر قابلِ قبول اور معتبر ہوتے تو حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام ان کے زیادہ مستحق تھے کہ وہ ان باتوں کو اپناتے اور ان پر عمل کرتے، لیکن ہر سال شبِ معراج کی تاریخ آنے کے باوجود بھی انھوں نے ایسا کچھ بھی اہتمام نہیں کیا، اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آجکل شبِ معراج منانے کے لیے دیے جانے والے دلائل منگھڑت اور بے بنیاد ہیں۔

یہ صورتحال ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم بھی اس رات محفلیں منعقد کرنے سے اجتناب کریں۔ اس لیے شبِ معراج ستائیسویں رجب کو ہو یا کسی اور تاریخ کو؛ اس رات اس عنوان سے جلسے اور محفلیں منعقد کرنا درست نہیں۔

تیسری وجہ: شبِ معراج کے جلسوں کی ایک بڑی قباحت یہ بھی ہے کہ بہت سے مقامات میں شبِ معراج کے جلسوں کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات جاگنا اور عبادت کرنا بہت بڑی فضیلت کا باعث ہے، اس لیے ان جلسوں میں شرکت کرنے سے شب بیداری کی فضیلت حاصل کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات بھی منگھڑت ہی ہے کیوں کہ قرآن وحدیث سے شبِ معراج اور ستائیسویں رجب کی کوئی اضافی فضیلت یا عبادت ثابت نہیں کہ اس کے لیے خصوصی طور پر شب بیداری کا اہتمام کیا جائے۔ اس لیے ایسے منگھڑت اور غیر معتبر باتوں سے اجتناب کرنا ہی دین کا تقاضا ہے۔

چوتھی وجہ: شبِ معراج کے نام سے منعقد کیے جانے والے جلسوں اور محفلوں میں مذکورہ باتوں کے علاوہ دیگر بھی متعدد خرابیاں شامل ہوگئی ہیں جن کے پیشِ نظر ان کی قباحت اور برائی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے جیسے:

- اس رات مساجد اور گلیوں کو سجایا جاتا ہے، جس کا غلط اور خلافِ شرع ہونا واضح ہے۔
- رات بھر عمومی اسپیکر کے ذریعے بیان اور نعت خوانی کرکے محلے والوں کی آرام وراحت میں خلل ڈالا جاتا ہے، جس کا ناجائز ہونا ظاہر ہے۔
- ماہِ رجب، واقعہ معراج اور شبِ معراج سے متعلق بے بنیاد، منگھڑت اور غیر معتبر عبادات اور فضائل

بیان کیے جاتے ہیں، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

اسی طرح ان کے علاوہ بھی دیگر غیر شرعی امور کا بھی ارتکاب کیا جاتا ہے۔

یہ ساری صورتحال اس بات کا درس دیتی ہے کہ ستائیسویں رجب کو شبِ معراج کے عنوان سے مروجہ جلسوں اور محفلوں کا انعقاد شرعی اعتبار سے قابلِ اصلاح ہے اور واجبُ الترک ہے، ان سے اجتناب کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

ایسے جلسوں کی تردید کے لیے "المدخل لابن الحاج مالکی، امداد الفتاویٰ اور فتاویٰ محمودیہ" کا مطالعہ کرنا مفید رہے گا۔

تحقیقِ حدیث: واقعہ معراج اور التحیّات کا پسِ منظر

بعض کتب میں التحیّات سے متعلق یہ پسِ منظر لکھا ہے کہ معراج کی رات حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ (تمام قولی عبادتیں، فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں)، تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں)، تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر)۔

تبصرہ:

واقعہ معراج اور التحیات سے متعلق جتنی بھی معتبر احادیث کتبِ احادیث میں موجود ہیں اُن میں یہ واقعہ کہیں مذکور نہیں، حتی کہ امام العصر خاتمۃ المحدثین محقق جلیل حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ”العرف الشذی شرح سنن الترمذی“ میں فرماتے ہیں کہ: ”مجھے اس کی کوئی سند نہیں مل سکی۔“

اس لیے التحیات کا یہ پسِ منظر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

- العرف الشذی شرح سنن الترمذی میں ہے:

وذكر بعض الأحناف: قال رسول الله ﷺ في ليلة الإسراء: «التحيات لله» إلخ، قال الله تعالى: السلام عليك أيها النبي إلخ، قال رسول الله ﷺ: «السلام علينا وعلى عباد الله» إلخ، ولكني لم أجد سند هذه الرواية، وذكره في «الروض الأنف». (باب ما جاء في التشهد)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

تحقیقِ حدیث: ماہِ رجب میں مؤمن سے مصیبت دور کرنے کی فضیلت!

حدیث: یہ حدیث مشہور ہے کہ: ''جو شخص ماہِ رجب میں کسی مؤمن سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں ایسا محل عطا فرمائے گا جو حدِّ نگاہ تک پھیلا ہوا ہو گا۔ رجب کا اکرام کرو، اللہ تعالیٰ ہزار کرامتوں کے ساتھ تمہارا اکرام کرے گا۔''

حدیث کی تحقیق:

1۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بے اصل قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کو ابو البرکات ہبۃ اللہ نے گھڑا ہے۔

- تبيين العجب لابن حجر العسقلاني:

«من فَرَّجَ عن مؤمنٍ كُرْبَةً في رجبٍ أعطاهُ اللهُ تعالى في الفردوسِ قصرًا مَدَّ بصرِهِ، أَكْرِمُوا رجبًا يُكْرِمُكُمُ اللهُ بألفِ كرامةٍ».

متن لا أصل له، بل اختلقه أبو البركات هبة الله بن المبارك السقطي -لا بارک الله فيه- ووضع له إسنادا رجاله ثقات. (٤٧، ٤٨ مؤسسة القرطبة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

[Website: DifaAhleSunnat.com]